کفار کی طہارت ونجاست (۲)

سید مزمل حسین نقوی*

اہل کتاب کی نجاست پر ایک دلیل اجماع بیان کی جاتی ہے لیکن اس کے برعکس، ان کی طہارت کے فتوے میں بھی اجماع کا سہارا لیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کے مطابق، کفار کی نجاست پر اجماع کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ یہ اجماع قطعی نہیں ہے۔ نیز، اگر اجماع کا مدرک نقل ہوا ہو تو بھی اجماع حجت نہیں ہوتا۔ اب چونکہ اہل کتاب کی نجاست پر قرآن اور سنت سے بھی استدلال کیا گیا ہے، لہٰذا یہ اجماع، اجماع ہونے کے لحاظ سے حجت نہیں ہے۔

بالفرض یہ اجماع صحیح بھی ہو تو بھی اس کے مقابلے میں اہل کتاب کی طہارت پر دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم آیا ہے: "آج تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئ ہیں؛ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے۔" البتہ مذکورہ استدلال صرف اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب طعام سے مراد کھانا ہو۔ بہر صورت، اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرنے والی روایات تعداد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں اور ان کی دلالت بھی واضح ہے۔ اور اگر ان دونوں قسم کی روایات میں تعارض ہو تو نجاست پر دلالت کرنے والی روایات کراہت پر حمل ہوں گی۔

اور اگر ہمیں اس باب میں نقلی دلائل سے کوئی واضح حکم نہ ملے تب بھی عملی اصول اور فقہی قواعد کی رو سے بھی قاعدۂ طہارت جاری کرتے ہوئے ہم اہل کتاب کی طہارت کا نتیجہ لے سکتے ہیں۔ رہی بات مشرکین کی طہارت ونجاست کی، تو اس حوالے سے اگرچہ متأخرین میں سے بعض فقہاء اس مسئلہ میں تردد کا شکار ہیں، لیکن شیعہ فقہا کی اکثریت مشرکین کی ذاتی نجاست کی قائل ہے۔ بہت کم فقہاء ایسے ہیں جنہوں نے مشرکین کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔

*۔ڈائریکٹر ریسرچ، البصیرہ، اسلام آباد

۳۔اہل کتاب کی نجاست کی تیسری دلیل اجماع بیان کی جاتی ہے، شریف مرتضٰی لکھتے ہیں:

"ومما انفردت به الامامية: القول بنجاسة سؤر اليهودی والنصرانی وكل كافر۔۔۔ويدل على صحة ذلك مضافاً الی اجماع الشيعة عليه قوله جل ثناؤه انما المشركون نجس" (1)

یعنی: " یہودی، عیسائی اور ہر کافر کا جھوٹا نجس ہے، یہ نظریہ امامیہ کے منفردات میں سے ہے۔۔۔اجماع کے علاوہ اس پر خدا کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے کہ مشرکین نجس ہیں۔"

شیخ طوسی کہتے ہیں:

"وايضا اجمع المسلمون على نجاسة المشركين والكفار اطلاقاً" (2)

یعنی: " تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مشرکین اور کافر نجس ہیں۔"

ابن زہرہ حلبی کہتے ہیں:

"والثعلب والارنب نجسان بدليل الاجماع المذكور والكافر نجس بدليله ايضا۔" (3)

یعنی:" لومڑی اور خرگوش نجس ہیں کیونکہ ان کی نجاست پر اجماع ہے اور اسی دلیل (اجماع) کی بناپر کافر بھی نجس ہے۔"

بعض فقہاء جو سمجھتے ہیں کہ قرآن اور روایت سے اہل کتاب یا دوسرے کفار کی نجاست ثابت نہیں ہوتی وہ بھی نجاست کے سلسلے میں اجماع کا سہارا لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام خمینیؒ اور آیت اللہ العظمیٰ خوئیؒ نے باقی ادلہ کو رد کر دیا ہے۔ صرف اجماع پر انحصار کیا ہے۔امام خمینیؒ کہتے ہیں:

" فتحصل من جميع ذلك ان لا دليل على نجاست اهل الكتاب ولاالملحدين ماعداالمشركين بل هی مقتضى الاخبار الكثيرةالدالة على جواز تزويج الكتابية واتخاذها ظئرا و تغسيل الكتابی للميت المسلم بعض الاحيان الى غير ذلك ويويدها مخالطة الائمة عليهم السلام وخواصهم مع العامة الغيرالمتحرزين عن معاشرتهم فالمسألة مع هذه الحال التی تراها لا ينبغی وقوع خطا ممن له قوم فی الصناعة فيها فضلا عن اكابر اصحاب الفن۔۔۔۔" (4)

یعنی:" ان تمام مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ سوائے مشرکین کے نہ اہل کتاب کی نجاست پر کوئی دلیل ہے نہ ملحدین کی، بلکہ اکثر روایات دلالت کرتی ہیں کہ کتابیہ سے نکاح جائز ہے اور اسے

دایہ بنانا جائز ہے اور بعض مقامات پر کتابی کا مسلمان میت کو غسل دینا جائز ہے وغیرہ۔ نیز اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ ائمہ معصومینؑ اور آپ کے ساتھی ان لوگوں سے ملتے تھے جو اہل کتاب کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان افراد کی طرف خطا کی نسبت دینا صحیح نہیں ہے جو اس فن کے ماہر ہیں خصوصاً ہمارے اکابر علماء۔۔۔"

آیت اللہ العظمیٰ خوئیؒ کہتے ہیں:

"ومن هنا يشكل الافتاء على طبق اخبار النجاسة الا ان الحكم على طبق روايات الطهارة اشكل لان معظم الاصحاب من المتقدمين والمتاخرين على نجاسة اهل الكتاب فالاحتياط اللزومي مما لا مناص عنه في المقام" (5)

یعنی: "اسی وجہ سے روایات نجاست کے تحت فتوی دینا مشکل ہے اور روایات طہارت کے تحت حکم لگانا اور بھی مشکل تر ہے کیونکہ متقدمین اور متاخرین میں سے اکابر فقہاء اہل کتاب کی نجاست کے قائل ہیں لہذا احتیاط واجب یہی ہے۔ اس مقام پر اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔"

دلیل اجماع بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(i) متقدمین اور متاخرین میں سے بہت سے فقہاء اہل کتاب کی طہارت کے قائل ہیں۔

ابن جنید کہتے ہیں:

"ولو تجنب من اكل ما صنعه اهل الكتاب من ذبائحهم وفي آنيتهم وكذلك ما صنع في اواني مستحلي الميتة ومواكلتهم مالم يتيقن طهارة اوانيهم وايديهم كان احوط" (6)

یعنی: "احتیاط یہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبائح اور ان کے برتنوں سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح جو مردار کو حلال سمجھتے ہیں ان کے برتنوں اور ان کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ جب تک ان کے برتنوں اور ہاتھوں کی طہارت کا یقین نہ ہو جائے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب اگر ہاتھوں کو دھولیں تو پاک ہیں۔ اگر ذاتی نجاست ہوتی تو دھونے سے کیسے پاک ہو سکتی تھی۔

شیخ مفیدؒ کا قول نقل کرتے ہوئے محقق حلی کہتے ہیں:

" للمفید قولان احدهما النجاسة ذکرہ فی اکثر کتبه والآخر الکراهیة ذکرہ فی الرسالة الغریة (7)"

یعنی: "اس کے بارے میں شیخ مفید کے دو قول ہیں۔ ایک نجاست کا جو انھوں نے اپنی اکثر کتب میں ذکر کیا ہے۔ دوسرا کراہت کا جو رسالہ الغریہ میں ذکر کیا ہے۔"

شیخ طوسی کہتے ہیں:

" ویکرہ ان یدعو الانسان احدًا من الکفار الی طعامه فیأکل معه فان دعاہ فلیأمرہ بغسل یدیه ثم یاکل معه انشاء الله۔" (8)

یعنی: " مکروہ ہے کہ انسان کفار کو کھانے کی دعوت دے اور ان کے ساتھ مل کر کھائے۔ اگر بلاتا ہے تو انھیں ہاتھ دھونے کے لیے کہے پھر اس کے ساتھ کھا سکتا ہے۔"

سید محمد موسوی عاملی نے اگرچہ صراحت کے ساتھ اہل کتاب کی طہارت کا فتویٰ نہیں دیا لیکن نجاست کی ادلہ کو رد کرتے ہیں اور طہارت کی ادلہ کی تائید کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

" ویمکن الجمع بین الاخبار باحد امرین: اما حمل هذہ علی التقیة اوحمل النهی فی الاخبار المتقدمه علی الکراهة ویشهد للثانی مطابقته لمقتضی الاصل۔۔۔" (9)

یعنی: " ان روایات کو دو طریقوں سے جمع کیا جا سکتا ہے یا ان روایات طہارت کو تقیہ پر محمول کریں یا روایات نجاست میں موجود نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے۔ دوسری وجہ بہتر ہے کیونکہ اصل اسی کا تقاضا کرتی ہے۔"

ملا محسن فیض کاشانی کہتے ہیں:

یعنی: " مذکورہ احادیث اہل کتاب کی نجاست پر دلالت نہیں کرتیں کیونکہ اولاً تو یہ نہی ان کے خبث باطنی کی وجہ سے ہو دوسرا یہ کہ بہت سی احادیث میں اہل کتاب سے اجتناب کی وجہ یہ تھی کہ وہ نجاسات سے پرہیز نہیں کرتے تھے نہ کہ ان کی ذاتی نجاست کی وجہ سے۔" (10)

رضا ہمدانی کہتے ہیں:

" والحاصل انه لا یجوز طرح الاخبار الدالة علی الطهارة او المؤیدة لها التی لا تتناهی کثرة بمثل هذہ التلفیقات التی تشبث بها القائلون بالنجاسة۔" (11)

یعنی: ''خلاصہ یہ کہ صحیح نہیں ہے کہ ان روایات کو چھوڑ دیا جائے جو طہارت پر دلالت کرتی ہیں یا کم از کم ان کی تائید کرتی ہیں۔ صرف ان توجیہات کی بنا پر جو نجاست کے قائل افراد نے کی ہے۔''

اہل کتاب کی طہارت و نجاست کے متعلق پوچھے گئے فتویٰ کے بارے میں سید محسن الحکیمؒ نے جواب دیا:

''الکتابی طاهرا اذا کان طائراً من النجاسات التی یساورها کالبول والمنی والدم والخمر وغیرها فاذا کان طاهرا من هذه النجاسات کان سورها طاهرا ویجوز اکل طعامه وشرابه۔'' (12)

یعنی: ''اہل کتاب پاک ہے جب وہ پیشاب، منی، خون، شراب جیسی ظاہری نجاسات سے پاک ہو۔ جب وہ ان نجاسات سے پاک ہو تو اس کا جھوٹا بھی پاک ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔''

رہبر معظم سید علی خامنہ ای مد ظلہ العالی طہارت اہل کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

''النجاسة الذاتیة لاهل الکتاب غیر معلومة بل نری انهم محکومون بالطهارة ذاتاً۔'' (13)

''اہل کتاب کی نجاست ذاتیہ پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک وہ ذاتاً پاک ہیں۔''

آیت اللہ فاضل لنکرانی کہتے ہیں:

''کافر جو کہ خدا کا اعتقاد نہیں رکھتا یا خدا کے لیے شریک قرار دیتا ہے یا رسول عربیؐ کی نبوت کا قائل نہیں ہے نجس ہے مگر اہل کتاب پاک ہیں۔'' (14)

آیت اللہ سیستانی مد ظلہ العالی کہتے ہیں:

یعنی: ''اہل کتاب جو کہ آنحضرتؐ کی نبوت کے قائل نہیں ہیں مشہور قول کی بنا پر نجس ہیں لیکن ان کی طہارت کے قائل ہونا بعید نہیں ہے۔'' (15)

آیت اللہ محمد صادق روحانی کہتے ہیں:

یعنی: ''اہل کتاب یعنی یہود، نصاریٰ اور مجوسی پاک ہیں۔'' (16)

آیت اللہ وحید خراسانیؒ کہتے ہیں:

''اما اهل کتاب یعنی یهودی و نصاری اقویٰ طهارت آنها است هر چند احوط اجتناب است'' (17)

یعنی: ''اس کے علاوہ بھی کئی فقہاء نے اہل کتاب کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے طوالت کے خوف سے ان کے ذکر سے صرف نظر کرتے ہیں۔ پس اتنے فقہاء کی مخالفت کے باوجود کیسے کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ کا اجماع ہے۔''

(ii)اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اجماع وہی حجت ہے جو امام معصومؑ کی رائے کو کشف کرے۔ لہٰذا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجماع قطعی ہو۔ جبکہ مذکورہ اجماع ایسا نہیں ہے کیونکہ ایک تو بہت سے فقہاء اہل کتاب کی طہارت کے قائل ہیں دوسرا یہ کہ وہ فقہا جو نجاست کے قائل ہیں ان میں سے بھی بہت سے فقہااس دلیل میں تردد کا شکار ہیں۔ اسی لیے تو اجماع کے علاوہ آیات اور روایات کا سہارا لیا ہے۔ پس جب اجماع قطعی نہیں ہے تو رائے معصوم کا قطع بھی نہیں ہے لہٰذا قابل اعتبار نہیں ہے۔

(iii)علم اصول میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ اجماع حجت ہے جس سے امام معصوم سے حکم کے صدور کا یقین ہو اور مدر کی نہ ہو۔ کیونکہ اگر اجماع کس مدرک کی بناپر ہو تو اسی مدرک کو دیکھا جائے گا۔ اجماع کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مدرک قابل اعتبار ہے تو اس پر عمل ہو گا وگرنہ نہیں اور یہاں اجماع مدرکی ہے کیونکہ نجاست اہل کتاب پر قرآن اور روایات سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

اہل کتاب کی طہارت ے دلائل

الف۔ قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے:

"الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ" (18)

یعنی: "آج تمھارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔"

اس آیت میں اہل کتاب کے کھانے کو مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کھانے پاک ہیں کیونکہ نجس کھانے حلال نہیں ہوتے۔ کھانے کے ساتھ ان کا بدن مس ہوتا ہے۔ اگر وہ نجس ہوتے تو کھانے بھی نجس ہو جاتے اور برتن بھی۔ جب کھانا اور برتن مس کرنے کے بعد بھی پاک ہیں تو پھر اہل کتاب بھی پاک ہیں۔

مذکورہ استدلال اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب طعام سے مراد کھانا ہو۔ اگر اس سے مراد خشک غلہ ہو تو پھر استدلال صحیح نہیں ہے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ طعام سے مراد غلات ہیں اور اس کے لیے انھوں نے اہل لغت اور بعض روایات کا سہارا لیا ہے محقق بحرانی کہتے ہیں:

"فان الظاهر من الاخبار المويدة بكلام جملة من افاضل اهل اللغة هو تخصيص ذلك بالحنطة وغيرها من الحبوب اما حقيقة او تغليبا بحيث غلب استعماله فيها" (19)

یعنی: " اخبار و روایات سے جو ظاہر ہوتا ہے اور اہل لغت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ طعام سے مراد گندم اور دالیں وغیرہ ہیں۔ طعام کا حقیقی یا غالبی معنی یہی ہے۔"

صاحب الجواھر کہتے ہیں:

لا ینبغی الاصغاء للاستدلال علی الطھارۃ ایضا بقولہ تعالیٰ "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم۔۔۔" بعد ورود الاخبار المعتبرۃ وفیھا الصحیح والموثق وغیرہ بارادۃ العدس والحبوب والبقول من الطعام سیما مع تائید ھا بما عن المصباح المنیر انہ اذا اطلق اھل الحجاز الطعام عنویہ البرخاصۃ۔۔۔" (20)

یعنی: "اہل کتاب کی طہارت پر خداوند کریم کے قول (و طعام الذین) ان کے کھانے تمھارے لیے حلال ہیں سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سی صحیح اور موثق روایات میں طعام سے مراد دال، غلات اور سبزیاں لی گئی ہیں اور اس کی تائید مصباح المنیر کا یہ قول بھی کرتا ہے کہ جب اہل حجاز جب طعام کہتے ہیں تو اس سے مراد گندم لیتے ہیں۔"

محقق اردبلی کہتے ہیں:

یعنی: "آیت طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اہل کتاب کی طہارت پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ طعام فی نفسہ حرام نہیں ہے بلکہ حلال ہے۔ یہ نجاست کے ملنے کی وجہ سے نجس ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ اہل لغت کہتے ہیں کہ طعام سے مراد گندم ہے۔" (21)

روایات

(i) قتیبہ الاعشی کہتے ہیں کہ ایک شخص امام صادقؑ سے "الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم" کے متعلق پوچھا تو فرمایا: "کان ابی علیہ السلام یقول انما ھو الحبوب واشباھا" (22) یعنی: "میرے والد کہتے تھے کہ اس سے مراد غلات وغیرہ ہیں۔"

(ii) ابی جارود کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے طعام الذین اوتوا الکتاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: " الحبوب والبقول" (23) یعنی: " دالیں اور سبزیاں"

ہشام بن سالم روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ سے وطعام الذین اوتوا۔۔۔کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "العدس والحمص وغیر ذلك" (24) یعنی: " غلات اور دالیں وغیرہ "جواب: ہم کتب لغت کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کسی بھی اہل لغت نے طعام کے معانی غلہ یا دالیں نہیں کیا بلکہ اس کے معنی کھانے کے کیے ہیں ہاں بعض اوقات اس سے گندم مراد لی گئی ہے۔ البتہ یہ بھی درحقیقت ایک مصداق ہے نہ معنی۔

جواہری کہتے ہیں:

" الطعام مایوکل و ربما خص بالطعام البروفی حدیث ابی سعیدؓ کنا نخرج صدقة الفطر علی عهد رسول الله(ص) صاعاً من طعام" (25)

یعنی: " طعام ہر اس شے کو کہتے ہیں جو کھائی جائے بعض اوقات اسے گندم کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جیسا کہ ابی سعید کی روایت ہے کہ ہم رسول خداؐ کے دور میں گندم کا ایک صاع فطریہ کے طور پر دیتے تھے۔"

ابن فارس زکریا کہتے ہیں: " الطعام هو الماکول وکان بعض اهل اللغة یقول الطعام هو البرخاصة وذکر حدیث ابی سعید" (26) یعنی: " طعام ہر کھانے والی شے کو کہتے ہیں، بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ طعام صرف گندم کو کہتے ہیں۔ اس دلیل میں وہ ابی سعید کی روایت کو ذکر کرتے ہیں۔"

ابن اثیر کو کہتے ہیں: "الطعام عام فی کل ما یقتات من الحنطة والشعیر والتمر و غیر ذلك "یعنی: " گندم، جو، کھجور وغیرہ میں سے جو شے کھائی جاتی ہے اسے طعام کہتے ہیں۔" (27)

خلیل فراھیدی کہتے ہیں: " الطعام جامع لکل مایؤکل" (28) یعنی: " ہر کھانے کو طعام کہتے ہیں۔"

شیخ طریحی کہتے ہیں: "الطعام مایؤکل" (29) یعنی: " ہر کھانے کو طعام کہتے ہیں۔"

ابن منظور کہتے ہیں: " الطعام اسم جامع لکل مایؤکل" (30) یعنی: " ہر کھانے کو طعام کہتے ہیں۔"

قرآن کریم میں لفظ طعام مذکورہ آیت کے علاوہ ۲۱ بار آیا ہے۔ یہاں ان آیات کو ذکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ غالب طور پر کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(i) " وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَن نَّصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا" (31)

یعنی: ''اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ اپنے رب سے کہیے کہ ہمارے لیے زمین سے اگنے والی چیزیں فراہم کرے۔ جیسے ساگ، ککڑی، لہسن، گیہوں، مسور اور پیاز وغیرہ''

اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ غلات اور سبزیوں کے علاوہ دوسری چیزوں پر بھی طعام بولا گیا ہے۔

(ii) ''مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ'' (32)

یعنی: ''عیسی ابن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں، دونوں کھانا کھاتے ہیں۔''

(iii) ''وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ'' (33)

یعنی: ''اور وہ کہتے ہیں یہ کیسا رسولؐ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔''

(iv) ''وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ'' (34)

یعنی: ''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں جو کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔''

(v) ''وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا'' (35)

یعنی: ''اور اپنی خواہش کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

(vi) ''كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلاًّ لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلاَّ مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ'' (36)

یعنی: ''بنی اسرائیل کے لیے ہر قسم کا کھانا حلال تھا مگر ان چیزوں کے جو تورات کے نازل ہونے سے پہلے اسرائیل نے اپنے اوپر حرام کر دی تھیں۔''

(vii) ''وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ'' (37)

یعنی: ''اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔''

(viii) ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا'' (38)

یعنی: ''اے ایمان والوں نبی کے گھر میں داخل نہ ہو نا مگر یہ کہ تمھیں کھانے کی اجازت دی جائے اور نہ ہی پکنے کا انتظار کرو لیکن جب دعوت دی جائے تو داخل ہو جائو۔''

(ix) ''قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا'' (39)

یعنی: ” یوسف نے کہا کہ جو کھانا تمھیں دیا جانا ہے وہ نہیں آئے گا اور میں تمھیں اس سے پہلے تعبیر بتا دوں گا۔“

(x)” فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ“ (40)

یعنی: ” اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھ کہ وہ بھی خراب نہیں ہوا۔“

واضح ہے کہ ان آیات میں طعام سے مراد کھانا ہے نہ کہ گندم یا دوسرے غلات۔ بالفرض اگر طعام کا معنی گندم یا دوسرے غلات ہیں تب بھی قرآن میں دوسری جگہوں پر طعام جس معنی میں استعمال ہوا ہے سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت میں بھی وہی معنی مراد لیا جائے گا۔ رہا روایات میں گندم یا دالوں کا ذکر تو یہ ایک مصداق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض میں سبزیاں کا ذکر ہے، بعض میں دالوں کا اور بعض میں گندم کا۔ اس سلسلے میں درج ذیل روایات بھی قابل غور ہے۔

اسماعیل بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے اہل کتاب کے کھانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا مت کھاؤ۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا مت کھا۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا:

” لا تأكله ولا تتركه تقول انه حرام ولكن تتركه تنزها عنه ان في انيتبهم الخمر ولحم الخنزير“ (41)

یعنی: ” نہ کھاؤ اور یہ کہتے ہوئے ترک نہ کرو کہ یہ حرام ہے بلکہ اس وجہ سے اجتناب کرو چونکہ ان کے برتنوں میں شراب اور خنزیر کا گوشت ہوتا ہے۔“

دوسرا یہ کہ اگر طعام سے مراد گندم اور دالیں ہوں تو آیت میں اس کا ذکر غیر ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ چیزیں پاک ہیں اور طیبات کے تحت آجاتی ہیں الیوم احل لکم الطیبات پس دوبارہ ان کا ذکر غیر ضروری ہے۔ پھر یہ بھی کہ گندم اور دوسرے غلات تو مشرکین سے بھی لیے جاسکتے ہیں پھر اہل کتاب کی قید لگانا معقول نہیں ہے۔

اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرنے والی روایات

اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرنے والی روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ فقہاء جو اہل کتاب کی نجاست کے قائل ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ روایات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں صحیح اور معتبر روایات بھی ہیں اور دلالت کے لحاظ سے روایات نجاست سے واضح تر بھی ہیں۔ صاحب الجواہر کہتے ہیں:

یعنی: ’’ یہ روایات جو نجاست پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ ان روایات سے کم ہیں جو طہارت پر دلالت کرتی ہیں، نیز ان روایات میں صحیح اور معتبر روایات بھی ہیں بلکہ اگر امامیہ کے نزدیک نجاست کا حکم معلوم نہ ہوتا تو ان پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہوتا۔‘‘ (42)

اب ہم ان روایات کو ذکر کرتے ہیں جو اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔

ا۔ عیص ابن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے یہودی، عیسائی اور مجوسی کے ساتھ کھانا کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

’’ان کان من طعامك فتوضا فلا بأس به‘‘ (43)

یعنی: ’’اگر کھانا آپ کا ہو اور وہ ہاتھ دھولے تو کوئی ہرج نہیں۔‘‘

ہاتھوں کو دھونے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ دھونے سے اس کے ہاتھ پاک ہو جائیں گے۔ اس کا پاک ہونا ذاتی نجاست کے منافی ہے۔ پس معلوم ہوا وہ ذاتی طور پر نجس نہیں ہیں کیونکہ ذاتی نجاست دھونے سے پاک نہیں ہوتی۔

آیت اللہ محسن الحکیم اس روایت کی توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یعنی: ’’اس روایت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانا جائز ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایک برتن میں مل کر کھانا جائز ہے۔ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا ان کے پاک ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ہاتھوں کا دھونا بھی در حقیقت کھانے کے آداب میں شامل ہے۔ اس لیے کہا ہے نہ کہ پاک ہونے کے لیے۔‘‘ (44)

یہ توجیہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اولاً کوئی شخص نجس العین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پسند نہیں کرتا۔ دوسرا یہ بھی تصور نہیں کیا جا سکتا کہ نجاست بدن، برتنوں اور دستر خوان کی طرف سرایت نہ کرے خصوصاً جبکہ وہ گیلے بھی ہو۔ انھیں ہاتھوں کے دھونے کے متعلق کہنے سے نجاست تو سرایت کر جائے گی۔

۲۔ ابراہیم ابن ابی محمود کہتے ہیں کہ میں نے امام رضاؑ سے کہا:

’’الجارية النصرانية تخدمك وانت تعلم انها نصرانية لا تتوضا ولا تغتسل من جنابة قال: لا باس تغسل يديها۔‘‘ (45)

یعنی: ''آپ کی خدمت کرنے والی کنیز عیسائی ہے اور آپ جانتے بھی ہیں کہ وہ عیسائی ہے وضو اور غسل جنابت نہیں کرتی فرمایا کوئی بات نہیں وہ ہاتھ دھو لیتی ہے۔''

۳۔ابراہیم ابن ابی محمود کہتے ہیں کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا:

''الخیاط او القصار یکون یہودیا او نصرانیاً و انت تعلم انه یبول و لا یتوضا ما تقول فی عمله قال لا بأس'' (46)

یعنی: '' درزی یا رنگساز جو کہ یہودی یا عیسائی ہے اور آپ جانتے بھی ہیں کہ وہ پیشاب کرتا ہے اور دھوتا نہیں ہے اس کے کام کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا کوئی حرج نہیں۔''

اسی روایت کے ذیل میں آیت اللہ خوئیؒ کہتے ہیں:

''درزی کی مثال سے اہل کتاب کی طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگرچہ وہ ذاتی طور پر نجس ہے لیکن جس لباس کو سی رہا ہے وہ نجس نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ لباس کو اس نے گیلے ہاتھوں سے نہ چھوا ہو۔ البتہ رنگساز کے ہاتھ تو یقیناً گیلے ہوتے ہیں اور انہی ہاتھوں سے کپڑوں کو چھوتا ہے۔ لہٰذا یہ بات اہل کتاب کی طہارت ذاتیہ پر دلالت کرتی ہے۔''

۴۔ محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے اہل کتاب کے برتنوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا:

''لا تأكلوا فی انیتهم اذا كانوا یاكلون فیه المیتة و دم و لحم الخنزیر''

یعنی: '' ان برتنوں میں نہ کھاؤ جن میں وہ مردار، خون اور سؤر کا گوشت کھاتے ہیں۔(47)

اس روایات کے مطابق ان برتنوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے جن میں نجس غذائیں استعمال نہیں ہوتیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خود اہل کتاب نجس نہیں ہیں۔ ان کی وہ چیز نجس ہیں جن میں وہ نجس اشیاء استعمال کرتے ہیں۔

۵۔ عمار ابن موسیٰ ساباطی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے پوچھا کیا اس پیالے یا برتن کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے جس میں یہودی نے پانی پیا ہو؟ فرمایا:

''نعم فقلت من ذلك الماء الذی یشرب منه قال نعم'' (48)

یعنی: '' ہاں میں نے کہا اس پانی سے جس سے اس نے پیا ہے فرمایا ہاں۔''

یہودی کے جھوٹے پانی سے وضو کا صحیح ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پانی نجس نہیں ہوا۔ جب پانی نجس نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے۔ یہودی نجس نہیں ہے۔

۶۔ابن سنان کہتے ہیں کہ میرے والد نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ میں نے ذمی کو اپنا لباس عاریۃ دیا تھا اور میں جانتا ہوں کہ یہ شراب پیتا ہے اور خنزیر کا گوشت کھاتا ہے جب وہ واپس دیتا ہے تو کیا اس میں نماز پڑھنے سے پہلے دھونا ضروری ہے فرمایا:

''صل فیہ ولا تغسلہ من اجل ذلک فانک اعرتہ ایاہ وھو طاھر ولم تستیقن انہ نجسہ فلا باس ان تصلی فیہ حتی تستیقن انہ نجسہ'' (49)

یعنی: '' اس میں نماز پڑھ لو، اس وجہ سے اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب تو نے دیا تھا تو پاک تھا اور تمھیں اس کے نجس ہونے کا یقین نہیں ہے، لہٰذا اس میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس کے نجس ہونے کا یقین ہو جائے۔''

۷۔زکریا ابن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے کہا کہ ہم اہل کتاب میں سے تھے، میں مسلمان ہو گیا ہوں جبکہ باقی گھر والے عیسائی ہیں۔ میں ان کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ان سے جدا نہیں ہو سکتا، کیا ان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہوں۔ فرمایا کیا وہ خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں البتہ شراب پیتے ہیں، فرمایا ان کے ساتھ کھا پی سکتا ہے۔ (50)

۸۔ابن وھب کہتے ہیں کہ امام صادقؑ سے اس مرد مومن کے متعلق پوچھا گیا جو یہودیہ اور عیسائی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے تو فرمایا:

''اذا اصاب المسلمۃ فما یصنع بالیھودیۃ النصرانیۃ؟ فقلت لہ: یکون لہ فیھا الھوی فقال ان فعل فلیمنعھا من شرب الخمر واکل الخنزیر'' (51)

یعنی:- '' جب مسلمان خاتون موجود ہے تو پھر یہودیہ اور نصرانیہ کیوں؟ میں نے کہا اسے وہ پسند ہیں۔ فرمایا اگر وہ عقد کرتا ہے تو اسے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے سے منع کردے۔''

ان کے علاوہ اور بھی روایات موجود ہیں جو اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں جنھیں احادیث کی کتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

روایات کا نتیجہ

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ روایات طہارت تعداد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں اور ان کی دلالت بھی واضح ہے۔ اس کے باوجود اگر دونوں قسم کی روایات کو برابر مان لیا جائے تو تعارض کی صورت میں

جمع عرفی ممکن ہے۔ اس طرح کہ روایات نجاست میں موجود نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے۔ یہ جمع عرفی اس قدر واضح ہے کہ وہ فقہاء جو نجاست اہل کتاب کے قائل ہوئے ہیں وہ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور اس سے انکار کو غیر معقول سمجھتے ہیں، آیت اللہ خوئی کہتے ہیں:

"ان القاعدہ تقتضی العمل باخبار الطهارۃ وحمل اخبار النجاسة علی الکراهة واستحباب التنزہ عنهم" (52)

یعنی: " قاعدے کی رو سے اخبار طہارت پر عمل ضروری ہے اور اخبار نجاست کو کراہت پر محمول کیا جائے اور ان سے اجتناب مستحب ہے۔"

آیت اللہ خمینیؒ کہتے ہیں:

"مقتضی الجمع بینهما و بین ماتقدم حمل النهی علی الکراهة لاحتمال النجاسة العرضیه۔۔۔" (53)

یعنی: " ان روایات اور سابقہ روایات کے درمیان جمع اس طرح ہو سکتی ہے کہ نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے کیونکہ نجاست عرضیہ (یعنی گندگی) کا بھی احتمال ہے۔"

قاعدہ طہارت

اگر کسی شئے کے حکم واقعی پر کوئی نقلی دلیل موجود نہ ہو تو فقہی قواعد اور اصول عملیہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اگر ہم قرآن و سنت کے لحاظ سے گذشتہ ادلہ کو ناکافی سمجھتے ہیں تو اصل عملیہ اور قواعد فقیہ کی رو سے اہل کتاب پاک ہیں، کیونکہ قاعدہ طہارت کی رو سے جب کسی شئے کی نجاست اور طہارت میں شک ہو تو وہ شئے پاک ہے۔

طہارت و نجاست مشرکین

حقیقت مشرک

مشرک ایک ایسا عام مفہوم ہے جو درج ذیل قسم کے افراد پر بولا جاتا ہے۔

۱۔ وہ افراد جو خدا کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک قرار دیتے ہیں جیسا کہ بت پرست افراد ہیں۔

۲۔ وہ افراد جو خالقیت، ربوبیت، تدبیر عالم میں خدا کے ساتھ کسی اور شریک ٹھہراتے ہیں۔

شیعہ فقہا کی اکثریت مشرکین کی نجاست ذاتیہ کی قائل ہے۔ حتیٰ کہ وہ فقہاء جو اہل کتاب کی طہارت کے قائل ہیں ان میں سے بھی بہت سے افراد مشرکین کی نجاست کے قائل ہیں۔ متاخرین میں سے بعض

فقہاء اس مسئلہ میں تردد کا شکار ہیں اور مشرکین کی نجاست پر دلالت کرنے والی ادلہ کو ناکافی سمجھتے ہیں۔ اسی لیے احتیاط واجب کے عنوان سے انھیں نجس سمجھتے ہیں۔ بہت کم فقہاء ایسے ہیں جنھوں نے مشرکین کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔

ادلہ نجاست مشرکین

ان کی نجاست کے لیے انہی ادلہ کا سہارا لیا گیا ہے جن سے اہل کتاب کی نجاست پر استدلال کیا گیا ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مذکورہ ادلہ نجاست پر دلالت نہیں کرتیں۔ بعض فقہاء نے آیت: كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ (٦۔انعام :١٢٥) سے بھی استدلال کیا ہے۔

علامہ حلیؒ کہتے ہیں:

"ویمکن ان یکون مأخذهما قوله کذلك یجعل۔۔والرجس، النجس" (54)

یعنی: " ممکن ہے ان دونوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہو کہ اس طرح اللہ غیر مومنوں پر رجس کو مسلط کر دیتا ہے۔ اور رجس کے معنی نجس کے ہے۔"

امام خمینیؒ مشرکین کی نجاست کی ادلہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے کہ

"كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَيُؤْمِنُوْنَ"

کیونکہ رجس نجاست کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن میں

"لحم خنزیر فانه رجس"

یعنی: " خنزیر کا گوشت کہ یہ نجس ہے۔"

نیز وہ روایت بھی جس سے خیران خادم نے امامؑ سے پوچھا کہ اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جسے شراب لگی ہو یا خنزیر کا گوشت لگا ہو فرمایا:

"لا تصل فیه فانه رجس"

یعنی: " اس میں نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ نجس ہے۔"

اسی طرح صحیحہ ابی عباس ہے جس میں انھوں نے کتے کے بارے میں امام صادقؑ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"رجس نجس لایتوضا بفضله" (55)

یعنی: "یہ نجس ہے اس کے جھوٹے سے وضو نہیں ہو سکتا۔"

پس معلوم ہوا رجس کے معنی نجس کے ہیں۔ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ لغت میں رجس کے معنی گندگی اور کثافت کے ہیں نہ کہ نجاست کے بلکہ قرآن اور احادیث میں بھی عام طور پر یہی معنی مراد لیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ مائدہ میں ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (56)

"اے ایمان والو شراب، جوا، بت، پانسے یہ سب گندے شیطانی عمل ہیں لہٰذا ان سے پرہیز کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔"

سورہ یونس میں ہے:

"وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَعْقِلُوْنَ" (57)

یعنی: "اور ان لوگوں پر خباثت کو مسلط کر دیا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے"

"فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الأَوْثَانِ" (58)

یعنی: "پس تم بتوں کی پلیدی سے اجتناب کرو"

"وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ" (59)

یعنی: "اور جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کی خباثت پر مزید خباثت کا اضافہ کر دیا ہے۔"

پس چونکہ مشرکین کی نجاست پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا اصل عملی یعنی قاعدہ طہارت کی رو سے وہ بھی پاک ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔شریف مرتضٰی (۴۳۶)،الانتصار، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ایران، طبع ۱۴۱۵، ص ۱۶۵ حکم سور الکافر

2۔ شیخ طوسی (۴۶۰) تہذیب الاحکام، دارالکتب الاسلامیۃ، طھران، طبع دوئم، ج۱، ص ۲۲۳

3۔ابن زہرہ حلبی (۵۸۵) غنیۃالنزوع موسسہ امام صادق، قم، ایران طبع اول، ۱۴۱۷، ص ۴۴

4۔کتاب الطھارۃ، طبعۃ مہر، قم، ایران، ج ۳، ص ۳۰۶

5۔کتاب الطھارۃ، دارالھادی للمطبوعات، قم، ایران، طبع دوئم، ۱۴۱۰ھ، ج ۲، ص ۵۶

6۔شہید ثانی (۹۶۶) مسالک الافہام، موسسہ المعارف الاسلامیہ، قم، ایران، طبع اول ۱۴۱۷ھ، ج ۱۲، ص ۶۶

7۔ محقق حلی (۶۷۶) المعتبر، موسسہ سید الشھداء، قم، ایران، طبع ۱۳۶۴ش، ج۱، ص ۹۲

8۔طوسی (۴۶۰) النھایۃ، انتشارات قدس محمدی، قم، ایران، ص ۵۸۹

9۔محمد عاملی (۱۰۰۹) مدارک الاحکام، موسسہ ال البیت لاحیاء التراث، قم، ایران، طبع اول، ۱۴۱۰ھ، ج ۲، ص ۲۹۸

10۔رضا ہمدانی (۱۳۲۲) مصباح الفقیہ، منشورات مکتبۃ الصدر طھران، ایران، ج۱، ص ۲، ص ۵۶۲

11۔رضا ہمدانی (۱۳۲۲) مصباح الفقیہ، منشورات مکتبۃ الصدر طھران، ایران، ج۱، ص ۲، ص ۵۶۲

12۔جناتی، طھارۃ الکتابی فی فتوی السید الحکیم، ص ۲۷

13۔اجوبۃ الاستفتائات، الدار الاسلامیہ، بیروت، لبنان، طبع سوئم، ۱۹۹۹ء، ج ۹۵، ص ۳۲۰

14۔توضیح المسائل، مہر، قم، ایران، طبع ۷، ص ۲۲، مسئلہ ۱۰۹، ۱۱۴

15۔توضیح المسائل، مہر، قم، ایران، طبع ۴، ص ۲۵، مسئلہ ۱۰۷

16۔توضیح المسائل، سپھر، قم، ایران، طبع ۱۸، ص ۲۱، مسئلہ ۱۰۸

17۔توضیح المسائل، مدرسہ باقر العلومؑ، قم، ایران، طبع ۱۴۲۱، ص ۲۱۰، مسئلہ ۱۰۷

18۔مائدہ:۵

19۔ محقق بحرانی (۱۱۸۶) الحدائق الناضرۃ، موسسہ النشر الاسلامی قم، ایران، ج ۵، ص ۱۷۰

20۔ شیخ جواہری (۱۲۶۶) جواھر اکلام، دارالکتب الاسلامیہ، طھران، ایران، طبع دوئم، ج ۶، ص ۴۳

21۔ محقق اردبیلی (۹۹۳) مجمع الفائدہ، منشورات، جماعۃ المدرسین، قم ایران، ج۱، ص ۳۲۲

22۔ کلینی (۳۲۰) کافی۔۔۔۔ج ۶، ص ۲۴۰، باب ذبائح اہل الکتاب، ح ۱۰

23۔ کلینی (۳۲۹) کافی۔۔۔۔ج ۶، ص ۲۶۴)

24۔ صدوق (۳۸۱) من لایحضرہ الفقیہ، منشورات، جماعۃ المدرسین، قم، ایران، ج ۳، ص ۳۴۷، ح ۴۲۱۹
25۔ جواھری (۳۹۳)، الصحاح دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، طبع چہارم، ۱۹۸۷، ج ۵، ص ۱۷۲۱، طعم کے ذیل میں
26۔ ابن فارس (۳۹۵) معجم مقاییس اللغۃ، مکتبۃ الاعلام الاسلامی، طبع ۱۴۰۴، ج ۳، ص ۴۱۰، طعم کے ذیل میں
27۔ ابن اثیر (۶۰۶) النھایۃ فی غریب الحدیث، موسسہ اسماعیلیان، قم، ایران، ج ۳، ص ۱۲۵، باب الطامع العین
28۔ خلیل فراھیدی (۱۷۵)، کتاب العین، موسسہ دار الھجرۃ، ایران، ج ۲، ص ۲۵
29۔ شیخ طریحی (۱۰۸۵) مجمع البحرین مکتب النشر الثقافۃ الاسلامیہ، طبع دوئم، ۴۰۸
30۔ ابن منظور (۷۱۱) لسان العرب، نشر ادب الحوزہ، قم، ایران، طبع ۱۴۰۵، ج ۱۲، ص ۳۶۳
31۔ بقرہ: ۶۱
32۔ مائدہ: ۷۵
33۔ فرقان: ۷
34۔ فرقان: ۲۰
35۔ انسان: ۸
36۔ عمران: ۹۳
37۔ ماعون: ۳
38۔ احزاب: ۵۳
39۔ یوسف: ۳۷
40۔ البقرہ: ۲۵۹
41۔ احمد بن محمد برقی (۲۷۴) المحاسن، دار الکتب الاسلامیہ، طھران، ایران، ج ۲، ص ۲۵۲، ح ۳۷۷
42۔ شیخ جواہری (۱۲۶۶) جواہر الکلام، دار الکتب الاسلامیہ، طھران، ایران، طبع دوئم، ج ۶، ص ۴۲
43۔ کلینی (۳۲۹) کافی۔۔۔ ج ۶، باب طعام اہل الذمہ، ح ۳، ص ۲۶۳
44۔ سید محسن الحکیم (۱۳۹۰) مستمسک العروۃ، منشورات مکتبۃ آیت اللہ مرعشی، قم ایران، طبع ۱۴۱۴، ج ۱، ص ۳۷۱
45۔ طوسی (۴۶۰)، تہذیب الاحکام، دار الکتب الاسلامیہ، طھران، ایران، طبع سوئم، ج ۱، ص ۴۰۶، ح ۱۲۵۴
46۔ طوسی۔۔۔ ج ۶، ص ۳۸۵، ح ۱۱۴۲
47۔ طوسی۔۔۔۔ ج ۹، ص ۸۸، ح ۳۷۱
48۔ طوسی (۴۶۰) الاستبصار، دار الکتب الاسلامیہ، طھران، ایران، طبع چہارم، ج ۱، ص ۱۸، ح ۳۸)

49۔ طوسی۔۔۔۔ ج۱، ص ۳۹۳، ح ۱۴۹۷

50۔ طوسی (۴۶۰) تہذیب الاحکام، دار الکتب الاسلامیہ، طہران، ایران، طبع چہارم، ج۹، ص ۸۷، ح ۳۶۹

51۔ کلینی، ۔۔۔۔۔ ج ۵، ص ۳۵۶، باب، نکاح الذمہ، ح ۱

52۔ خوئی، کتاب الطھارۃ، دار الھادی للمطبوعات، قم، ایران، ج ۲، ص ۵۵

53۔ امام خمینی، کتاب الطہارت، مطبعہ مہر، قم، ایران، ج ۳، ص، ۳۰۴

54۔ علامہ حلی (۷۲۶) منتھی المطلب، موسسہ الطبع والنشر فی الاستانۃ، الرضویہ، مشہد، ایران، طبع اول، ۱۴۱۲، ج ۱، ص ۱۶۱

55۔ کتاب الطھارۃ، مطبعہ مہر، قم، ایران، ج ۳، ص ۵

56۔ مائدہ: ۹۰

57۔ یونس: ۱۰۰

58۔ حج: ۳۰

59۔ توبہ: ۱۲۵